تذکّر و تدبّر

دجالیت کے آفاقی اور زمینی مظاہر

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ

کا ۱۴؍نومبر ۲۰۰۸ء کا خطابِ جمعہ

بمقام جامع القرآن‘ قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور

خطبۂ مسنونہ کے بعد:

اعوذ باللّٰہ من الشَّیطٰن الرَّجیم ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۱﴾﴾ (الروم)

﴿إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ﴿۱۰﴾﴾ (الاحزاب)

گزشتہ نشست سے ربط قائم کرتے ہوئے تمہیداً عرض کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کائنات کا بلاشرکت غیرے خالق بھی ہے اور مالک بھی‘ حاکم مطلق بھی ہے اور آمر مطلق بھی۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ﴾ (الانعام:۵۷‘ یوسف:۴۰) ”حکم کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے“۔ اور: ﴿وَّلَا یُشۡرِکُ فِیۡ حُکۡمِہٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾﴾ (الکہف) ”اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا“۔ اور: ﴿اَلَا لَہُ الۡخَلۡقُ وَ الۡاَمۡرُ ؕ﴾ (الاعراف:۵۴) ”خبردار رہو! اُسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے“۔ اگرچہ کسی انسان کے لیے آمر کا لفظ اچھے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا‘ انسانوں کے لیے آمریت بری شے ہے‘ لیکن میں جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کے لیے ”آمر“ کا لفظ استعمال کر رہا ہوں‘ اس لیے کہ اللہ واقعتاً آمر مطلق ہے۔ جیسے تکبر انسانوں کے لیے اچھی بات نہیں‘ لیکن اللہ کی ذات کو کبریائی کا جامہ زیب دیتا ہے۔ ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ((اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ))[1] ”تکبر میری چادر ہے“۔

(۱) سنن ابن ماجه‘ کتاب الزھد‘ باب البراءة من الکبر والتواضع۔

عالمِ خلق اور عالمِ امر کے بارے میں آپ جان چکے ہیں کہ عالمِ امر میں اللہ تعالیٰ کے احکام آناً فاناً ظہور پذیر ہوتے ہیں‘ ان میں ”وقت“ کا عنصر قطعاً نہیں ہوتا‘ جبکہ عالمِ خلق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ اس میں کسی کام کے تکمیل پذیر ہونے میں وقت ضرور لگتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں کئی مقامات پر آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق چھ دنوں میں کی ہے۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ دن کوئی آفاقی دن تھے۔ انہیں چاہے ”six ages“ کہا جائے‘ six millenniums کہا جائے یا کچھ اور۔ پھر یہ کہ نبوت و رسالت کا آغاز پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا‘ لیکن اسے بھی تدریجاً تکمیل کو پہنچنے میں تقریباً سات آٹھ ہزار برس لگے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک جیسے جیسے انسان کی ذہنی اور فکری صلاحیتیں نشوونما پاتی گئیں ویسے ویسے ہدایت بڑھتی چلی گئی۔ جیسے جیسے انسانی تمدن میں ارتقاء ہوا ایسے ہی اللہ کا دین بھی تکمیل کے مراحل سے گزرا‘ یہاں تک کہ حضور ﷺ پر آ کر نعمت ہدایت کا اتمام بھی ہو گیا اور دینِ حق کی تکمیل بھی ہو گئی۔ سورۃ المدثر میں فرمایا گیا: ﴿کَلَّا وَ الۡقَمَرِ ﴿۳۲﴾﴾ ”ہرگز نہیں‘ قسم ہے چاند کی“۔ رسول اللہ ﷺ کی آمد سے پہلے دنیا میں جو نورِ ہدایت تھا وہ چاند کے مشابہ تھا اور چاند کی روشنی سورج کی روشنی کا مقابلہ تو نہیں کر سکتی۔ گویا وہ ایک طویل رات تھی جس میں چاند رفتہ رفتہ بڑھ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور نبوت بھی بڑھ رہی تھی۔ ﴿وَ الَّیۡلِ اِذۡ اَدۡبَرَ ﴿۳۳﴾﴾ ”اور (قسم ہے) رات کی جبکہ وہ پلٹتی ہے“۔ یعنی پھر وہ وقت آیا کہ رات رفتہ رفتہ پیٹھ موڑ کر چلتی بنی۔ ﴿وَ الصُّبۡحِ اِذَاۤ اَسۡفَرَ ﴿۳۴﴾﴾ ”اور صبح (کی قسم) جبکہ وہ روشن ہوتی ہے“۔ اب گویا صبح طلوع ہو گئی اور ہدایت کا سورج محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی شکل میں ظاہر ہو گیا۔ یعنی یہ سب کچھ تدریجاً ہوا۔ ﴿اِنَّہَا لَاِحۡدَی الۡکُبَرِ ﴿۳۵﴾﴾ ”یہ یقیناً بہت بڑی

باتوں میں ہے"۔ ﴿نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿٣٦﴾﴾ "یہ خبردار کرنا (یعنی بعثت محمدیؐ) تمام انسانوں کے لیے ہے"۔ یہ صرف عرب کے لیے نہیں۔ ﴿لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿٣٧﴾﴾ "تم میں سے ہر اُس شخص کے لیے جو آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے رہ جانا چاہے"۔

محمدؐ رسول اللہ ﷺ نے دین کو کامل اور مکمل شکل میں قائم کر دیا اور وہ تیس برس تک مکمل شکل میں قائم اور نافذ رہا۔ پھر اس کے اندر تدریجاً زوال آنا شروع ہوا۔ جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ غَرِيْبًا فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ))(۱)

"اسلام کی جب ابتدا ہوئی تھی تو یہ اجنبی تھا' اور پھر ویسے ہی اجنبی ہو جائے گا جیسے ابتدا میں تھا۔ پس ایسے اجنبیوں کے لیے خوشخبری ہے۔"

(۱) صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب بیان ان الاسلام بدأ غریبا و سیعود غریبا......

اسلام کا آغاز اس حال میں ہوا تھا کہ وہ اجنبی سی شے تھی' لوگ اسے پہچانتے نہیں تھے کہ محمد (ﷺ) یہ کیا نئی بات کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ آپؐ کی بعثت مکہ مکرمہ میں ہوئی اور وہاں تو ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کا کوئی حوالہ بھی موجود نہیں رہا تھا۔ شرک کے گھٹاٹوپ اندھیرے تھے اور بالخصوص آخرت کا تو کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ نہ کوئی شریعت تھی' نہ کوئی قانون تھا اور نہ کوئی کتاب۔ تو انہیں اسلام کی دعوت بڑی عجیب سی بات لگی کہ یہ محمدؐ کیا کہہ رہے ہیں؟ پھر یہ ہوا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا۔ تو اب چونکہ اسلام غالب ہو گیا اور اسلام کا نظام قائم ہو گیا تو سبھی اس کے جاننے اور پہچاننے والے ہو گئے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرما دی کہ عنقریب اسلام پھر اجنبی ہو جائے گا۔ یہ اجنبی ہونے کا عمل خلافت راشدہ کے بعد سے شروع ہو گیا اور مسلسل جاری رہا۔ ساتھ ہی ساتھ تجدید کا عمل بھی جاری رہا۔ ہر صدی کے اندر مجددین اُمت آئے اور رفتہ رفتہ تجدید کا یہ عمل بھی چودہ سو برس میں پورا ہو رہا ہے اور اب دنیا تجدید کامل کے دروازے پر کھڑی ہے۔ آپ ﷺ کے ہاتھوں جو تکمیل دین ہوگئی تھی اسی طرح کی تکمیل دوبارہ ہونی ہے اور اب وہ عالمگیر ہوگی۔ تو ان سارے معاملات کے اندر ایک تدریج ہے۔

عالمِ خلق میں تدریج قانونِ الٰہی ہے۔ اس میں کوئی کام اچانک نہیں ہوتا' بلکہ اس میں وقت لگتا ہے' اور وقت کے حوالے سے ہمارے پیمانے بہت چھوٹے ہیں' جبکہ اللہ کا پیمانہ بہت بڑا ہے۔ اللہ کا تو ایک دن ہمارے حساب کتاب سے کم از کم ایک ہزار سال کے برابر ہے' ورنہ اللہ تعالیٰ کا وہ دن بھی ہے جسے سورۃ المعارج میں پچاس ہزار سال کا کہا گیا ہے۔ بالفاظِ قرآنی:

﴿تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ﴿٤﴾﴾ (المعارج)

"ملائکہ اور روح اُس کے حضور چڑھ کر جاتے ہیں ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔"

اور یہ جو تخلیق کائنات کا عمل میں نے بتایا ہے اس کے لیے لاکھوں کروڑوں سال کا ایک دن ہو سکتا ہے۔ بہرحال اب یہ جو تجدید کامل کی کوششیں ہو رہی ہیں یہ ایک سلسلۃ الذهب (سنہری زنجیر) ہے اور تنظیم اسلامی اس زنجیر کی ایک کڑی ہے۔ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ ہم کوئی نئی بات لے کر آئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ)) "(دین وہی ہے) جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں"۔ رسول اللہ ﷺ نے اصلی اور کامل شکل کے اندر دین قائم کیا تھا اور اسے اب دوبارہ نافذ کرنا ہے۔ تنظیم اسلامی اسی کام کے لیے قائم ہوئی ہے' کسی جزوی کام کے لیے نہیں' صرف اصلاحی' تبلیغی اور تعلیمی کام کے لیے نہیں۔ یہ سارے کام بھی ہوں گے' لیکن یہ سب اُس بڑے کام یعنی انقلاب کے رُخ پر ہوں گے' تاکہ ایک انقلاب برپا ہو اور پورے کا پورا دین حق قائم ہو جائے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی بھی قوت' کوئی بھی تنظیم' کوئی بھی جماعت یا کوئی بھی تحریک اگر اقامت دین کی جدوجہد کے لیے کوشاں ہے تو اس کے لیے یہ شعور لازم ہے کہ دنیا میں اِس وقت کیا ہو رہا ہے' کون کون سی قوتیں برسرکار ہیں اور کون کون سی قوتیں برسرپیکار ہیں۔ تصادم ہو رہا ہے تو کن کن کے مابین ہو رہا ہے۔ اگر کچھ لوگ یا قوتیں فعال ہیں تو وہ کون کون سی ہیں' ان کے مقاصد کیا ہیں' ان کا ایجنڈا کیا ہے۔ وہ کیا پیش قدمی کر رہے ہیں۔ پھر خاص طور پر اپنے ملک میں جہاں آپ کو کام کرنا ہے' کون کون سی قوتیں کیا کیا کام کر رہی ہیں۔ تو اس حوالے سے ان لوگوں کے اندر ایک واضح شعور کا ہونا ضروری ہے جو اقامت دین کی جدوجہد میں اپنے آپ کو شامل کر رہے ہیں۔ اس اعتبار سے ہمیں دو سطحوں پر شعور حاصل کرنا ہوگا۔ ایک عالمی یا آفاقی سطح پر اور دوسرے زمینی سطح پر۔ میں نے آغازِ خطاب میں سورۃ الروم کی آیت ۴۱ کی تلاوت کی ہے: ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ﴾ "فساد نمایاں ہو گیا ہے بر میں بھی اور بحر میں بھی لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے"۔ ہماری یہ

زمین دو حصوں پر ہی مشتمل ہے' یا سمندر ہے یا خشکی ہے۔ تو اب کوئی حصہ بھی اس فساد سے خالی نہیں رہا اور یہ ہوا ہے لوگوں کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے۔ آگے فرمایا: ﴿لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝٤١﴾ ''تاکہ اللہ تعالیٰ مزا چکھائے ان کو اُن کے بعض اعمال کا شاید کہ وہ باز آ جائیں''۔ چنانچہ ایک ہے آفاقی فساد اور ایک ہے زمینی فساد۔

دجالیت کے آفاقی مظاہر

آفاقی فساد کی تین سطحیں ہیں۔ بالفاظِ دیگر دجالیت کے تین آفاقی مظاہر یا تین سطحیں ہیں۔ میں یہ چیزیں کئی بار بیان کر چکا ہوں اور آج ایک اضافے کے ساتھ اس طرف محض اشارات کر رہا ہوں۔ سب سے اونچی سطح ہے سیاسی سطح۔ اس سطح پر فساد یہ ہے کہ سیاسی سطح پر اللہ تعالیٰ کو بے دخل کر دو (معاذ اللہ) ------ اللہ حاکم نہیں ہے بلکہ عوام حاکم ہیں۔ عوامی حاکمیت اللہ تعالیٰ کے خلاف سب سے بڑا کلمۂ بغاوت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط﴾ اور: ﴿وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۝٢٦﴾ (الکہف) ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط﴾ (الحشر:٢٣) ''وہ بادشاہ ہے' نہایت مقدس' سراسر سلامتی' امن دینے والا' نگہبان' سب پر غالب' اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور بڑا ہو کر رہنے والا۔'' لیکن دجالیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ریاست سے' سیاست سے' حکومت سے' قانون سے بے دخل کر دو۔ ریاست کا کسی مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے' مذہب صرف انفرادی معاملہ ہے۔ چاہے مسجدوں میں جا کر نماز پڑھو' رکوع و سجود کرو' چاہے مندروں میں جا کر بتوں کے سامنے ڈنڈوت کرو۔ تم اپنے چرچ' سینیگا گز اور گردواروں میں جانے کے لیے آزاد ہو' لیکن حاکمیت عوام کی ہوگی۔ یہی سیکولرازم ہے کہ دستور و قانون کا کوئی تعلق کسی مذہب' کسی آسمانی ہدایت کے ساتھ نہیں' وہ ہم خود بنائیں گے۔ یہ فساد بمعنی بغاوت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے خلاف سب سے بڑی بغاوت ہے' جس کا نام ہے عوامی حاکمیت اور سیکولرازم۔

آفاقی فساد یا دجالیت کی دوسری سطح معاشی ہے اور یہ بھی یونیورسل ہے۔ اِس وقت دنیا کا پورا معاشی نظام سود اور جوئے پر مبنی ہے' جبکہ از روئے قرآن یہ بدترین گناہ ہے' سود سے بڑا جرم کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر سود سے باز نہیں آتے ہو تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ دوسری چیز جوا ہے۔ آج تمام کاروبار اور فنانس مارکیٹ جوئے پر مبنی ہے' سٹاک ایکسچینج میں بھی جوا ہے۔ معاشی سطح پر مزید دو چیزیں قحبہ گری اور منشیات بھی شامل ہیں۔ آج کی دنیا میں سیکس بھی جائز ذریعۂ آمدنی ہے' قحبہ گری یا عصمت فروشی (prostitution) کوئی حرام یا بری شے نہیں' اور یو این او کی سفارشات یہ ہیں کہ اس دھندے میں ملوث عورتوں کو عصمت فروش بھی نہ کہا جائے' بلکہ انہیں سیکس ورکر کہا جائے۔ ایسے ہی نشہ آور چیزیں بنانا اور بیچنا سب جائز ہے۔ تو یہ چار چیزیں ہو گئیں' سود' جوا' فحاشی اور منشیات۔

تیسری سطح سماجی ہے کہ شرم وحیا اور عفت و عصمت کے تصورات سب دقیانوسی باتیں ہیں۔ آزاد جنسی تعلقات استوار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عورت اپنے حسن کی نمائش جس طرح چاہے کرے' اسے روکنے والے تم کون ہوتے ہو؟ اسی وجہ سے آج آپ کو سڑکوں پر نیم عریاں جوان لڑکیاں تھرکتی ہوئی چلتی نظر آتی ہیں۔ یہ تیسری چیز یعنی شرم وحیا اور عفت و عصمت کے خاتمے کی وبا ہمارے ہاں ابھی اتنی نہیں آئی ہے۔ ابھی عالمِ اسلام پوری طرح اس کے دھارے میں نہیں آ سکا۔ ہمارا ایلیٹ طبقہ جو بالکل مغرب پرست ہے' وہاں پر تو یہ چیزیں آ گئی ہیں' لیکن عمومی طور پر نہیں آئیں۔ اس لیے اس وقت اس پر بہت زور لگ رہا ہے۔ این جی اوز کو اس مقصد کے لیے اربوں ڈالر دیے جا رہے ہیں کہ یہ جو شرم وحیا اور عفت و عصمت کے تصورات اور خاندانی نظام ابھی عالمِ اسلام کے اندر موجود ہے' اسے ختم کرنا ہے۔ ہنٹنگٹن نے ١٩٩٦ء میں جو کتاب لکھی تھی Clash of Civilizations: (تہذیبی تصادم) تو اس میں اُس نے یہی لکھا ہے کہ مسلم تہذیب ہمارے اندر مدغم نہیں ہو رہی' یہ ہمارے لیے لوہے کا چنا ثابت ہو رہی ہے' ہم اسے اپنے اندر جذب (assimilate) نہیں کر پا رہے۔ لہٰذا اس کے لیے بہت زور لگایا جا رہا ہے۔ عورتوں کی مکمل آزادی اور ان کے مَردوں کے برابر حقوق کے نعرے لگ رہے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی ایک آرڈیننس پاس ہوا ہے اور قانون بن گیا ہے کہ جب تک زنا کے چار عینی گواہ مجسٹریٹ کے سامنے جا کر گواہی نہ دے دیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے زنا ہوتے دیکھا ہے تب تک زنا کا پرچہ ہی درج نہیں ہوگا اور اس سلسلے میں کوئی تفتیش نہیں ہوگی۔ یہ سب اس لیے کیا گیا ہے تاکہ عورت کو اس خوف سے آزاد کر دیا جائے کہ اگر وہ اس کام میں پکڑی گئی تو سزا ہو جائے گی۔

دجالیت کا عظیم ترین منبع

اب ذرا یہ جان لیں کہ ان تینوں چیزوں کا منبع (source) کہاں ہے۔ اس کائنات کے اندر شر کا سب سے بڑا منبع ابلیس لعین ہے اور اس وقت کم سے کم پچھلے چار سو سال سے ابلیس لعین کے سب سے بڑے ایجنٹ یہود ہیں۔ یہ دنیا میں شیطنت کی سب سے بڑی قوت (Satanic Force) ہیں۔ یہودیوں نے ہی سیکولرازم ایجاد کیا۔ اس کی جڑ بنیاد وطنیت تھی کہ ایک ملک کے رہنے والے سب برابر کے شہری ہیں اور اس کا فائدہ یہودیوں کو ہی پہنچا۔ اس لیے کہ وہ دنیا میں بہت ہی قلیل اقلیت (minute minority) میں ہیں۔ اگر مذہب کا معاملہ ہوتا تو اُن کی کوئی حیثیت ہی نہ رہتی۔ لیکن جب مذہب کو ایک طرف نکال دیا گیا تو اب سبھی برابر کے شہری ہیں۔ اس طرح یہودیوں نے برابر کے حقوق حاصل کر لیے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ڈالر کے نوٹ پر اہرامِ مصر کے نیچے لکھا ہوا ہے: ''NOVUS ORDO SECLORUM'' یعنی ہمیں نیو سیکولر ورلڈ آرڈر بنانا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی جو ۱۷۷۶ء لکھا ہوا ہے اس کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ امریکہ کی آزادی کا سال ہے اور یہی وہ سال ہے جب یہودیوں نے ''آرڈر آف الیومیناٹی'' بنایا تھا۔ اسی طرح یہودیوں نے سودخوری کے لیے یورپ میں اجازت حاصل کی۔ اس سے پہلے وہاں جب تک پوپ کی حکومت تھی دونوں قسم کا سود ممنوع تھا' یعنی مہاجنی سود (usury) اور کمرشل انٹرسٹ۔ مہاجنی سود جو عام طور پر ذاتی استعمال کے لیے بڑی شرح کے ساتھ دیا اور لیا جاتا ہے' یہ ہمارے ہاں بھی ابھی تک موجود ہے۔ مختلف شہروں میں سودخوروں کے بڑے بڑے اڈے ہیں اور ان کی بہت بڑی طاقت ہے۔ تو یہودیوں نے یورپ میں سود کی اجازت لی۔ کیلون (Calven) نے ایک کتاب لکھی جس کے نتیجے میں سود کو جائز قرار دیا گیا۔ اور یہ سب پوپ کے خلاف بغاوت کر کے ہوا۔ پوپ سے بغاوت کر کے پہلا چرچ جو قائم کیا گیا وہ ''چرچ آف انگلینڈ'' تھا اور پھر پہلا بینک جو دنیا میں قائم ہوا وہ ''بینک آف انگلینڈ'' تھا۔ تب انگلینڈ کے بارے میں یہودیوں نے کہا کہ یہ تو ہمارا اسرائیل ہے' ہمیں تو یہاں جنت مل گئی ہے' ہم یہاں آ گئے ہیں اور برابر کے شہری ہیں' ہمیں شہریت کے سارے حقوق حاصل ہو گئے۔ پھر یہودیوں نے دنیا میں بینکنگ کا باقاعدہ نظام قائم کیا اور بینکوں کا جال بچھا دیا۔ اس پر علامہ اقبال کہتے ہیں: ؎

ایں	بنوک	ایں	فکر	چالاکِ	یہود
نورِ	حق	از	سینۂ	آدم	ربود

کہ یہ بینکوں کا نظام یہودیوں کے چالاک فکر کا نتیجہ ہے' اور اللہ نے انسان کے اندر اپنا جو نور پھونکا تھا انہوں نے اسے نکال باہر کر دیا۔ اب انسان حیوان بن کر رہ گیا ہے۔ یہی معاملہ شرم و حیا اور عفت و عصمت کا ہے۔ ۱۸۹۷ء میں سوئٹزرلینڈ کے شہر برسلز کے اندر انہوں نے باقاعدہ طور پر جو ''Protocols of the Elders of Zions'' مرتب کیے اس میں یہی لکھا ہے کہ شرم و حیا کی یہ ساری اقدار ختم کر کے انسانوں کو اپنی شہوات اور خواہشات کا غلام بنا دیا جائے۔ انہیں حیوان بنا دیا جائے' تاکہ پھر ہم ان حیوانوں کو استعمال کر سکیں۔ اور جیسے گھوڑے کو تانگے میں یا بیل کو ہل میں جوتا جائے تو انہیں کچھ کھلایا بھی جاتا ہے' تاکہ وہ اگلے دن بھی کام کر سکیں' ایسے ہی یہودیوں کی پالیسی ہے کہ ہم پوری دنیا کے ان انسان نما حیوانوں کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کریں گے' لیکن ان کی کمائی میں سے کچھ نہ کچھ ہم ان کو بھی دیتے رہیں گے۔ ان کی کمائی کی جو اصل ملائی ہے وہ ہم سود کے ذریعے کھینچ لیں گے اور تلچھٹ ان کے لیے چھوڑ دیں گے۔ تو درحقیقت ان تینوں چیزوں کا مرجع' منبع اور سرچشمہ یہود ہیں۔

دجالیت کے زمینی مظاہر

اب ذرا نیچے آیئے۔ یہ تو ہوا سیاسی' معاشی اور سماجی سطح پر دجالیت کا مظہر یا آفاقی فساد۔ اب دیکھئے کہ زمین پر کیا ہو رہا ہے۔ جب یو ایس ایس آر ختم ہوا تو امریکہ کو سول سپریم پاور آن اَرتھ ہونے کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اِس وقت امریکہ بے شک بہت بڑی طاقت ہے۔ لیکن یاد رہے کہ دوسری عالمی جنگ سے پہلے امریکہ کسی بین الاقوامی معاملے میں نہیں آیا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ امریکہ دو سمندروں کے مابین ہے۔ ایک طرف بحراوقیانوس (Atlantic Ocean) اور دوسری طرف بحرالکاہل (Pacific Ocean) ہے اور امریکہ گویا ان دو کے درمیان ایک بہت بڑا جزیرہ ہے۔ دوسری عالمی جنگ سے پہلے اسے باقی دنیا سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس نے جو بھی ترقی کی ہے اپنے اندر رہ کر کی ہے۔ دوسری عالمی جنگ میں جرمنی چھا گیا تھا اور اس نے سارا یورپ فتح کر لیا تھا۔ فرانس وغیرہ کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں تھی' اُس نے برطانیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ لندن پر اتنی بمباری کی کہ یہ شہر پہچانا نہیں جاتا تھا۔ اس موقع پر چرچل نے امریکہ کا دورہ کیا اور بڑی کوشش کی کہ کسی طرح امریکہ اس جنگ میں ہمارا ساتھ دے تاکہ جرمنی اور جاپان کو شکست ہو۔ لیکن امریکہ مسلسل انکار کر رہا تھا۔ اس کے بعد جاپان کی طرف سے پرل ہاربر (Pearl Harbour) کا واقعہ

ہوا۔ یہ بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی کہ وہ بھی یہود کی سازش سے ہوا یا جاپان نے جان بوجھ کر کیا۔ پرل ہاربر بحرالکاہل میں ایک بہت بڑی امریکی بندرگاہ ہے‘ یہاں پر ایک بہت بڑا نیول بیس تھا۔ اس پر جاپانیوں نے اچانک بغیر کسی وارننگ کے حملہ کر دیا اور بہت سے جہاز غرق کر دیے۔ ان کے بے شمار لوگ قتل ہو گئے اور بہت بڑی بربادی اور تباہی آئی۔ اس کے نتیجے میں گویا یہ شیر جو اپنی کچھار میں سویا ہوا تھا‘ اسے میدان میں نکلنا پڑا۔ اس کے بعد اس جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ جرمنی کی بھی کمر ٹوٹ گئی اور جاپان کے دو شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر امریکہ نے جو ایٹم بم گرائے تو اس سے اس کا بھرکس نکل گیا۔ تو اُس وقت سے امریکہ میدان میں آیا ہے۔ لیکن اس کے بعد بھی تقریباً چالیس پینتالیس برس تک امریکہ روئے ارضی کی واحد سپریم پاور نہیں بنا تھا‘ بلکہ ایک مدمقابل اس کے سامنے کھڑا تھا‘ اور وہ یو ایس ایس آر تھا۔

۱۹۱۷ء میں روس میں جو انقلاب آیا تھا تو اس کے بعد کمیونزم اس تیزی کے ساتھ بڑھا کہ پورا مشرقی یورپ اس کی لپیٹ میں آ گیا‘ چائنا بھی کمیونسٹ ہو گیا۔ یہاں تک کہ لاطینی امریکہ میں بھی کمیونزم پہنچ گیا۔ کیوبا ابھی تک کمیونسٹ سٹیٹ ہے۔ تو یہ طوفان اس تیزی سے اٹھ رہا تھا کہ امریکہ کو سر توڑ کوشش کرنی پڑی کہ اسے کسی طریقے سے روکا جائے‘ اس کے آگے بند باندھا جائے۔ اسی مقصد کے لیے MEDO بنی‘ CENTO بنی‘ SEATO بنی اور پھر NATO بنی۔ اور یہ بھی نوٹ کر لیجیے کہ ایک طرف کمیونزم کا سیلاب آ رہا تھا تو دوسری طرف فضا کی تسخیر میں روس سب پر بازی لے گیا‘ سائنس میں بازی لے گیا۔ دنیا میں سب سے پہلے روس کے خلانورد خلا کے اندر گئے۔ تو امریکہ کانپ رہا تھا اور اس کی ساری بھاگ دوڑ اس پر مرکوز تھی کہ کسی طرح اس طاقت کو نیچا دکھایا جائے۔ لہٰذا سینٹو‘ سیٹو اور نیٹو وغیرہ سب کے سب معاہدے روس کے گھیراؤ کے لیے تھے۔ بہرحال امریکہ کی کوششوں سے ایک طرف یو ایس ایس آر کی اکانومی بیٹھ گئی اور دوسری طرف روس سے خاص طور پر جو حماقت ہوئی وہ یہ تھی کہ وہ افغانستان پر حملہ آور ہو گیا۔ اب یہاں روس کے مقابلے کے لیے افغان کھڑے ہو گئے اور امریکہ نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ان کی بہت مدد کی اور انہیں استعمال کیا۔ اسے بہترین موقع مل گیا کہ مریں گے افغان جبکہ پیسہ ہم دیں گے‘ ہتھیار ہم فراہم کریں گے۔ چنانچہ ڈالروں سے بھرے بڑے بڑے بکس افغانستان پہنچنا شروع ہو گئے۔ اُس وقت افغان مجاہدین بڑی بڑی شاندار قسم کی گاڑیوں کے اندر گھوما کرتے تھے۔ یہ سب پیسہ امریکہ کا تھا‘ ہتھیار امریکہ کے تھے۔ امریکہ نے انہیں سٹنگر میزائل دے دیا جو روس کی شکست کی اصل وجہ بنا۔ اب چونکہ یو ایس ایس آر ختم ہو گیا تو امریکہ کو سول سپریم پاور آن ارتھ کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ میں نے پوری تاریخ آپ کے سامنے رکھ کر بتا دیا ہے کہ امریکہ بین الاقوامی معاملات میں پہلے نہیں آیا تھا۔ جس طرح ابھی چین بین الاقوامی معاملات میں آنے کو تیار نہیں۔ وہ اپنی معاشی ترقی میں لگا ہوا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اپنی اکانومی کو اتنا مضبوط کر لے کہ پھر بڑی سے بڑی طاقت بھی اس سے نہ ٹکرا سکے۔ بہرحال امریکہ اپنے ہاں ترقی میں مگن تھا۔ لیکن پھر یہودیوں کی سازش سے یا جاپانیوں کی اپنی حماقت کہ انہوں نے جا کر پرل ہاربر پر حملہ کر دیا جس سے امریکہ کو بہت بڑا نقصان پہنچا‘ جس کے نتیجے میں وہ میدان میں آیا اور پھر جرمنی اور جاپان کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد پھر صرف ’’کولڈ وار‘‘ رہ گئی۔ ’’ہاٹ وار‘‘ اس لیے نہیں ہوئی کہ ایٹمی ہتھیار اُدھر بھی تھے اور اِدھر بھی تھے۔ پچھلی صدی کا نصف ثانی اس کیفیت میں گزرا کہ دونوں طرف سے میزائل ایک دوسرے کا نشانہ لیے تیار حالت میں تھے۔ خطرہ یہ ہوتا تھا کہ کبھی اتفاقاً بھی کوئی بٹن دب گیا تو دنیا ختم ہو جائے گی۔ اس لیے کہ پھر جو جنگ ہو گی وہ ایٹمی جنگ ہو گی۔ اس کے بعد دنیا نہیں رہے گی‘ بلکہ ختم ہو جائے گی۔ لیکن بہرحال اس کے بعد امریکہ سول سپریم پاور آن ارتھ بن گیا۔

امریکہ میں اعلیٰ سطح کے پالیسی ساز اداروں میں ان کے فہیم عناصر (intellectuals) بیٹھے ہوئے ہیں اور پچھلی صدی کی آخری دہائی سے ان تھنک ٹینکس کی سوچ کا محور یہی ہے کہ اپنی اس پوزیشن کو کیسے برقرار رکھنا ہے۔ چنانچہ وہ اسی پر غور وخوض کرتے ہیں کہ اکیسویں صدی کو امریکہ کی صدی بنانا ہے تو اس کے لیے انہیں کیا کرنا ہو گا۔ یعنی امریکہ کو دنیا کے پولیس مین کی حیثیت حاصل ہو جائے۔ کسی بھی جگہ کچھ بھی ہو وہ اس کی اجازت سے ہو۔ جنگ ہو تو اس کی اجازت سے ہو‘ صلح ہو تو اس کی اجازت سے ہو۔ ان تھنک ٹینکس کے پیش نظر دوسری چیز یہ ہے کہ اس دجالی تہذیب اور تمدن کو بقاء اور دوام دینا ہے۔ یہ دجالی تہذیب جو یہودیوں کے ذریعے سے پچھلے تین سو برس میں اُبھری ہے اب اس کو برقرار رکھنا ہے۔ کوئی دوسری تہذیب اس کے مقابلے میں نہ آنے پائے‘ کوئی تہذیب اس کو چیلنج نہ کرنے پائے۔ دجالیت کی جو تین سطحیں میں نے گنوائی ہیں ان کو پوری طرح برقرار رکھنا ان کا مطمح نظر ہے۔

اس کے علاوہ ان کا ایک تیسرا مقصد بھی ہے۔ دراصل اس ساری منصوبہ بندی کے پیچھے اصل دماغ صیہونیوں (Zionists) کا ہے اور صیہونی دو طرح کے ہوتے ہیں‘ یہود اور عیسائی۔ تو ان دونوں کا جو پانچ نکاتی ایجنڈا ہے اس کو مکمل کرنا ان کا تیسرا مقصد ہے۔ میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ مشرقِ وسطیٰ میں ایک بہت بڑی خونریز جنگ ہونی ہے جسے احادیث میں ’’الملحمة العظمٰی‘‘ کہا گیا ہے۔ اسے ’’ہرمجدون‘‘ (Armageddon) بھی کہا جاتا ہے۔ صیہونیوں کا مقصد ہے گریٹر اسرائیل کا قیام‘

جس میں مشرقِ وسطیٰ کے تقریباً تمام ممالک آ جائیں گے۔ پھر یہ کہ مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرۃ (Dome of the Rock) کو گرانا' تا کہ وہ تھرڈ ٹیمپل تعمیر کریں اور اس میں وہ تختِ داؤدؑ (Throne of David) لا کر رکھ دیں۔ اِس وقت یہ ویسٹ منسٹر ایبے کے اندر رکھا ہوا ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جس پر بٹھا کر حضرت داؤد علیہ السلام کی تاجپوشی کی گئی تھی۔ یہ اب ایک کرسی میں ایک سیٹ کے طور پر لگا ہوا ہے۔ ان کا چوتھا مقصد عالمِ اسلام کے وسائل خاص طور پر تیل پر قبضہ کرنا ہے۔ یہود اور امریکہ کے مقاصد کو سمجھنا بہت ضروری ہے' ان کے یہ چاروں مقاصد ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں' جیسے ایک رسّی ہوتی ہے جو مختلف لڑیوں سے بٹ کر بنائی جاتی ہے۔

بش ڈاکٹرائن

اس ضمن میں بش کے دَور کی خاص بات یہ ہے کہ امریکہ کو عالمی رائے عامہ کی کوئی پرواہ نہیں' یو این او اور خود اپنے یورپی اتحادیوں کی بھی کوئی پرواہ نہیں۔ البتہ اس جنگجوئی کے لیے وہ اپنی رائے عامہ کو تیار کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ خاص طور پر وہ جنگیں جو انہوں نے مشرقِ وسطیٰ اور عالمِ اسلام کے اوپر مسلط کی ہوئی ہیں' اس کے لیے انہیں پیسے کی ضرورت ہے۔ اس کی منظوری کانگریس دیتی ہے اور کانگریس میں عوام کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے ایک سازش گھڑ کر ''Twin Towers'' کو گرایا گیا اور نائن الیون کا واقعہ پیش آیا۔ اس سے پہلے امریکہ میں ایک کتاب بھی لکھی جا چکی تھی: "America needs a Pearl Harbour" کہ امریکہ کو ایک بار پھر پرل ہاربر جیسے واقعہ کی ضرورت ہے۔ جیسے پرل ہاربر کے نتیجے میں وہ امریکی شیر ایک دم دھاڑتا ہوا اپنی کچھار سے نکلا تھا ایسے ہی اب پھر اس بات کی ضرورت ہے کہ امریکہ کو پھر اتنا بڑا نقصان پہنچے جتنا بڑا پرل ہاربر میں پہنچا تھا' تا کہ پوری قوم غصے میں آ کر آواز اٹھائے کہ دشمن کو تہس نہس کر دو۔ یہ بش کی پالیسی (Bush Doctrine) ہے۔ اور بش ڈاکٹرائن میں یہ بھی ہے کہ ہمیں جہاں کہیں سے بھی کوئی اندیشہ ہوگا' چاہے وہاں سے ہم پر کوئی حملہ نہ ہو' ہم وہاں پہلے ہی از خود حملہ کر دیں گے۔ امریکہ کی طرف سے یہ باتیں کھلم کھلا کہی گئی ہیں' حالانکہ پوری دنیا میں اس رائے کے خلاف مظاہرے ہوئے اور بڑے بڑے جلوس نکلے۔ لندن میں جتنا بڑا جلوس نکلا' لندن کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ لیکن امریکہ نے اپنے ذرائع ابلاغ یعنی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے سے اپنی رائے عامہ کو پوری طرح ہموار کر لیا کہ نائن الیون کا سانحہ مسلمانوں نے کیا ہے' یہ اسامہ نے کیا ہے' القاعدہ نے کیا ہے' ان سے ہمارے وجود کو خطرہ ہے لہٰذا ان پر ٹوٹ پڑو۔ اس کے لیے انہوں نے اپنے ہاں شہری حقوق اور شہری آزادیوں کو معطل کیا جو اُن کے لیے بہت قابل فخر چیزیں تھیں۔ ان کے اندر انہوں نے کٹوتیاں کیں۔ یہ ساری سکیم محض اس لیے تیار کی گئی تا کہ امریکی رائے عامہ بش کی جنگجوئی کے لیے مواد فراہم کرتی رہے اور کانگریس سے پیسے کی منظوری ملتی رہے۔ ان جنگوں اور پالیسیوں پر ان کا اربوں ڈالر روزانہ کا خرچ اٹھ رہا ہے۔

دجالیت کا اصل ہدف: عالمِ اسلام

امریکہ اپنے مذکورہ بالا مقاصد کے حصول کے لیے جنگی جنون میں مبتلا ہے اور صدر بش امریکہ کے تمام سابقہ صدور سے بڑا جنگجو صدر کہلاتا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ جنگ کرو۔ یہ کٹر عیسائی ہے اور Evengelist ہے۔ اس کا باپ بلی گراہم کے بیٹے کا مرید تھا اور یہ بھی اس کا مرید ہے۔ واضح رہے کہ بلی گراہم ایک بہت بڑا Evengelist تھا۔ اخبارات میں چھپا ہے کہ ۲۰۰۵ء میں صدر بش نے ایک کٹر کرسچین آرگنائزیشن کو چالیس ارب ڈالر دیے تھے۔ اور نیویارک ٹائمز کی ایک تازہ اطلاع ہے کہ ۲۰۰۴ء میں بش نے حکم دے دیا تھا کہ سعودی عرب پر بھی حملہ کرو' پاکستان پر بھی اور شام پر بھی۔ لیکن امریکہ کی ڈیفنس فورسز کے کمانڈر نے کہا کہ نہیں' ہم پہلے ہی بہت پھیل گئے ہیں' ہماری قوت بہت زیادہ منقسم اور منتشر ہو گئی ہے۔ ہماری فوج افغانستان میں ہے' عراق میں ہے اور ہمارے اڈے کہاں کہاں تک بنے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے اڈا جہاں بھی ہوتا ہے وہاں فوج بھی ہوتی ہے۔ تو اس نے روکا کہ آخر ہم کہاں سے اتنی فوج لائیں گے؟ امریکہ نے Twin Towers کا ڈرامہ رچا کر جو حملہ کیا تو اس جنگجوئی کا اوّلین ہدف عالمِ اسلام بنا۔ اس لیے کہ پرانی کہاوت ہے ''نزلہ برعضوضعیف'' کہ نزلہ انسان کے جسم کے کمزور اعضاء پر گرتا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ میں مسلمان کمزور ہیں' اس لیے ان پر فتوحات حاصل کرنا امریکی ایجنڈے میں شامل ہے۔ پھر یہ کہ تیل کے عظیم ترین ذخائر عربوں کے قدموں کے نیچے ہیں۔ امریکہ کا یہاں پر ایک نئی عرب شیعہ ریاست بنانے کا پروگرام ہے جس میں ایران کا ایک صوبہ اہواز بھی آتا ہے جو خلیج کا مشرقی ساحل بنتا ہے جہاں عرب آباد ہیں' اور خلیج کے دوسری طرف سعودی عرب کی مشرقی پٹی بھی اس نقشہ میں شامل ہے۔ پھر کویت اور عراق کا ایک جنوبی حصہ بھی اس میں شامل ہے جہاں شیعہ آباد ہیں۔ ان کو ملا کر ایک نئی عرب شیعہ ریاست بنانا ان کے پروگرام میں شامل ہے اور وہ یہ نقشہ شائع کر چکے ہیں۔

پھر یہ کہ ان کی دجالی تہذیب کے لیے بھی صرف عالمِ اسلام رکاوٹ ہے۔ باقی دنیا تو حیوان بن چکی ہے۔ وہاں آزاد شہوت رانی ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ عفت و عصمت بھی کسی شے کا نام ہے۔ جبکہ مسلمان ممالک میں ابھی تک عفت وعصمت اور شرم وحیا کا تصور قائم ہے۔ والدین کا ادب اور عزت واحترام ابھی باقی ہے۔ بڑھاپے کے اندر ان کی خدمت کرنا مسلمان اپنا فرض سمجھتا ہے۔ خاندانی نظام ابھی باقی ہے۔ بیوی اور شوہر عمر بھر ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ پوری طرح وفادار رہتے ہیں۔ والدین کی ساری توجہ اولاد پر مرکوز ہے۔ اگرچہ کچھ غلطیاں کوتاہیاں ہوجاتی ہیں' لیکن مسلمانوں کا خاندانی نظام قائم ہے۔ جبکہ یورپ میں جب لڑکا لڑکی بالغ ہوجاتے ہیں تو والدین کہتے ہیں اب جاؤ اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوجاؤ' اب ہم ذمہ دار نہیں ہیں' ہم نے جتنا پالنا پوسنا تھا پال پوس دیا۔ لہٰذا ان کا خاندانی نظام برباد ہوگیا ہے۔

صیہونیوں کا جو پانچ نکاتی ایجنڈا ہے وہ بنیادی طور پر مشرقِ وسطیٰ سے متعلق ہے۔ مشرقِ وسطیٰ میں جو صورت حال بن رہی ہے اس سے مجھے اندیشہ ہے کہ یہودی شاید بہت جلد مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرۃ کو گرادیں۔ اس کے نتیجے میں ایک طوفان برپا ہوگا اور اس کو دبانے کے لیے پھر اتحادی افواج حملہ آور ہوں گی۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ عیسائی تم پر اسّی علم لے کر حملہ آور ہوں گے اور ہر علم کے نیچے بارہ ہزار فوج ہوگی' یعنی ساڑھے نو لاکھ فوج۔ یہ نیٹو جو تیار ہو رہی ہے اور اس کی مسلسل توسیع کی جارہی ہے تو یہ کس لیے ہے؟ حالانکہ نیٹو تو بنائی گئی تھی روس کے خلاف اور روس اب ختم ہوچکا ہے' وہ ان کے لیے اب کوئی چیلنج نہیں رہا۔ اگرچہ وہ دوبارہ اُبھر رہا ہے لیکن ابھی اس کے اندر ان کا سامنا کرنے کا دم خم نہیں ہے۔ تو یہ نیٹو اسی لیے تیار ہو رہی ہے کہ مسلمانوں کے خلاف ان کا جو پانچ نکاتی ایجنڈا ہے اس کو پورا کیا جاسکے۔ اور اس کے لیے ظاہر بات ہے ان کو جنگ کرنا ہوگی۔ گریٹر اسرائیل کے مجوزہ نقشہ میں انہوں نے عراق' شام' اردن اور لبنان کے پورے پورے ممالک شامل کیے ہیں۔ ترکی کا جنوبی حصہ اور سعودی عرب کا شمالی حصہ بشمول مدینہ بھی اس نقشے میں شامل ہے۔ مکہ مکرمہ کی بات وہ نہیں کرتے' اس لیے کہ یہودی کبھی بھی مکہ میں آباد نہیں رہے۔ اس کے علاوہ مصر کا جشن کا علاقہ بھی اس نقشے میں شامل کیا گیا ہے جو ڈیلٹا کا انتہائی زرخیز علاقہ ہے اور جہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے دَور میں حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے گیارہ بیٹے جا کر آباد ہوئے تھے۔ تو یہ ان کا گریٹر اسرائیل کا منصوبہ ہے' جس کے لیے بش نے جنگجویانہ پروگرام بنایا۔

صدر اوباما اور اس کی پالیسیاں

امریکہ میں جو اِس وقت بہت بڑی تبدیلی آئی ہے کہ باراک حسین اوباما صدرِ امریکہ بن گیا ہے' اس سے بڑی امیدیں وابستہ کی جارہی ہیں کہ شاید وہ کچھ تبدیلی لائے گا اور کچھ اچھا کام کرے گا' اس لیے کہ اس کی رگوں میں مسلمان کا خون ہے۔ اس کا باپ اور دادا کینیا کے سیاہ فام مسلمان تھے جبکہ ماں عیسائی تھی اور وائٹ امریکن تھی۔ لیکن اس ضمن میں پہلی بات تو یہ سمجھ لیجیے کہ امریکہ کی پالیسیاں دو ہوتی ہیں' ایک ڈومیسٹک اور ایک گلوبل یا انٹرنیشنل۔ ان کی جب حکومتیں بدلتی ہیں تو ڈومیسٹک پالیسیوں میں تو تبدیلیاں آسکتی ہیں کہ ٹیکس کے اندر زیادتی یا کمی کردی جائے' شرحِ سود میں اضافہ کردیا جائے یا کمی کردی جائے' امیگریشن پر پابندیاں لگائی جائیں یا دروازے کھول دیے جائیں' لیکن ان کی جو گلوبل' انٹرنیشنل یا فارن پالیسیاں ہیں ان کے اندر کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ ان کا نقشہ دس پندرہ پندرہ سال پہلے سے بنا کر رکھ دیا جاتا ہے۔ اس کے لیے ان کے ہاں بڑے بڑے تھنک ٹینکس ہیں۔ ان کے جو تین سب سے بڑے ادارے ہیں' یعنی سی آئی اے' پینٹا گون (جو اُن کی مسلح افواج کا مرکز ہے) اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ' ان میں انتہائی ذہین وفطین لوگ بیٹھے ہوئے ہیں' جو طے کرتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے' اور کوئی بھی امریکی صدر آکر اس میں بال برابر تبدیلی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا بش کی یہ پالیسی جوں کی توں جاری رہے گی۔ اور اوباما نے جو سفید فام امریکیوں سے ووٹ لیے ہیں تو اس وجہ سے کہ اس نے عالمِ اسلام کے خلاف دوسروں سے بڑھ چڑھ کر باتیں کی تھیں' اگرچہ بعد میں اس نے کچھ نرم لب ولہجہ اختیار کیا۔ یہ ایفرو امریکنز میں سے ہے۔ لہٰذا یہ خاص طور پر ایسے کام کرے گا کہ سفید چمڑی والے امریکی اور خاص طور پر یہودی لابی ناراض نہ ہوجائے۔ چنانچہ اس نے پہلا کام یہ کیا ہے کہ ایک بڑے کٹر یہودی کو وائٹ ہاؤس کا چیف آف سٹاف بنایا ہے' جس کا نام رام عمانویل ہے اور یہ اسرائیل کی Likud پارٹی سے ہے جو زیادہ کٹر' زیادہ مذہبی اور زیادہ انتہا پسند جماعت ہے۔ اس کے اس اقدام پر اسرائیل کے اخبارات نے فتح کے شادیانے بجائے ہیں کہ اب ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا' اب تو ہمارا اپنا آدمی پورے سیکرٹیریٹ کی سب سے بڑی اتھارٹی ہے۔ اس کے علاوہ اس نے ایک ہندو سونال شا کو اپنا مشیر بنایا ہے' جو ہندوؤں کی ایک متعصب اور مسلمانوں کی بہت شدید مخالف جماعت ''وشوا ہندو پریشد'' کے یوتھ ونگ ''بجرنگ دل'' سے متعلق ہے۔ گویا جنوبی ایشیا کے لیے اوباما کا مشیر یہ ہندو ہوگا۔ لہٰذا اس سے کسی خیر کی توقع نہ رکھیے۔

سورۃ الاحزاب کی آیت ۱۰ میں فرمایا گیا ہے: ﴿اِذْ جَآءُ وْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ﴾ ''اور (یاد کرو وہ وقت) جب دشمن تمہارے اوپر سے بھی چڑھ کر آئے تھے اور نیچے سے بھی''۔ غزوۂ احزاب کے موقع پر دشمن کی فوجیں اوپر سے یعنی شمال اور مشرق سے بھی آئی تھیں اور جنوب سے بھی جو نیچے کا علاقہ کہلاتا تھا۔ آج بعینہٖ یہی صورت حال ہے جو میں نے آپ کو بتائی ہے کہ اِس وقت ایک تو اوپر سے دجالیت کے تین غلاف ہیں اور زمین پر یہودی صیہونیوں اور عیسائی صیہونیوں سب کا یہی پروگرام بن رہا ہے کہ عالمِ اسلام کو درہم برہم کر دینا ہے اور مشرقِ وسطیٰ کے اندر ایک گریٹر اسرائیل قائم کرنا ہے۔ اگرچہ ان کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ نہیں چاہے گا۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿وَمَا تَشَاءُ وْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ ط﴾ (الدھر: ۳۰) چنانچہ ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا۔

یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ اللہ کا کیا نقشہ ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے اللہ ہمیں آخری سزا دینے پر تل گیا ہو۔ آخری سزا کے ہم مستحق تو ہو چکے ہیں۔ خاص طور پر عرب سب سے بڑے مجرم ہیں جن کی مادری زبان میں اللہ کا کلام موجود ہے اور پھر بھی انہوں نے اللہ کے نظام کو قائم نہیں کیا۔ ان کے ہاں بھی وہی مغرب کا نظام ہے' وہی سودی معیشت ہے' وہی تہذیب وتمدن ہے۔ دوسرے بڑے مجرم ہم پاکستانی مسلمان ہیں جنہوں نے اسلام کے نام پر ایک ملک تقسیم کرایا۔ لاکھوں جانیں قربان ہوئیں' ہزار ہا عورتوں کی عصمت دری ہوئی' ہزار ہا عورتیں اور بچے اغوا ہوئے۔ یہ سب اسلام کے نام پر ہوا کہ ہمیں ایک ایسا خطۂ زمین چاہیے جہاں ہم اسلام کا نظام قائم کر سکیں' لیکن کہاں ہے وہ اسلام؟ ہم نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ خلافی کی جس کی پاداش میں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں آخری سزا دے اور وہ یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں ہو۔ یہ بات ضرور امریکہ کے پیش نظر ہوگی کہ اپنے پانچ نکاتی ایجنڈے کو مکمل کرنے کے لیے پہلے پاکستان کے ایٹمی دانت توڑ دیے جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عالمِ اسلام کے اندر ایک طوفان آ جائے اور عوامی بہاؤ کے اندر حکومتیں بہہ جائیں تو پھر یہ ایٹمی ہتھیار بنیاد پرست مسلمانوں کے ہاتھ لگ جائیں۔ میں پہلے یہ سن کر ہنسا کرتا تھا جب لوگ یہ کہتے تھے کہ کہیں یہ ایٹمی ہتھیار بنیاد پرستوں کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔ میں کہتا تھا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ پاکستان کے اندر بنیاد پرست مسلمانوں کی حکومت بنے؟ لیکن اب مجھے نظر آ رہا ہے کہ ہاں یہ ممکن ہے۔ جس دن مسجد اقصیٰ شہید کی گئی اور قبۃ الصخرہ کو گرایا گیا تو عالمِ اسلام کے اندر ایک قیامت آ جائے گی۔ اسلامی ملکوں کی حکومتیں اور ہیں جبکہ عوام اور ہیں۔ عوام کے جذبات مختلف ہیں۔ پھر واقعتہً ایک طوفان برپا ہوگا اور اسے دبانے کے لیے عیسائی فوجیں اسّی علَم لے کر آئیں گی۔ یہ باتیں اب زیادہ دُور نظر نہیں آ رہیں۔

اب ہمیں کرنا کیا ہے' اس موضوع پر اِن شاء اللہ آئندہ نشست میں گفتگو ہوگی۔

اقول قولی ھذا واستغفر اللہ لی ولکم ولسائر المسلمین والمسلمات oo